چھ صفات
اور
دین کے پانچ شعبے

فرانس کے شہر پیرس کے تبلیغی مرکز میں کی گئی ایک اہم تقریر

حضرت مولانا **محمّد سلیم دھورات صاحب** دامت برکاتہم

بانی و شیخ الحدیث اسلامک دعوہ اکیڈمی، لیسٹر، یو کے

at-tazkiyah

تفصیلات

کتاب کا نام	:	چھ صفات اور دین کے پانچ شعبے
صاحبِ وعظ	:	حضرت مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم
تاریخِ وعظ	:	ذوالقعدۃ ۱۴۳۰ھ - اکتوبر ۲۰۰۹ء
مقامِ وعظ	:	مسجد الرحمۃ (تبلیغی مرکز پیرس، فرانس)
تاریخِ اشاعت	:	ذوالحجّۃ ۱۴۳۹ھ - مطابق اگست ۲۰۱۸ء
ناشر	:	دارالتزکیہ، لیسٹر، یوکے
ای میل	:	publications@at-tazkiyah.com
ویب سائٹ	:	www.at-tazkiyah.com

ملنے کا پتہ

Islāmic Da'wah Academy,
120 Melbourne Road, Leicester
LE2 0DS. UK.
t: +44 (0)116 2625440
e: info@idauk.org

فہرست

چھ صفات اور دین کے پانچ شعبے ۵

نفع اور نقصان کے مالک صرف اللہ تعالیٰ ہیں ۵

غزوۂ خندق کا ایک واقعہ ۶

ہر چیز اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے ۸

زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالنے والا ۹

پوری کائنات میں صرف اللہ تعالیٰ کا اختیار چلتا ہے ۱۰

اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے سامنے کسی کی نہیں چلتی ۱۰

نافرمانی میں ہمیشہ نقصان اور فرماں برداری میں ہمیشہ نفع ۱۱

فرماں برداری کی شکل: اتّباعِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۳

دین کسے کہتے ہیں؟ ۱۴

دین کے پانچ شعبے ۱۵

چھ صفات اور دین کے شعبے ۱۶

اپنی پسندیدہ دوسروں کے لئے بھی ۱۸

مأخذ و مراجع ۲۱

کامیابی کامدار پانچ شعبوں پر ہے

حضرت مولانا محمد عمر پالن پوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انسان کے بننے اور بگڑنے کا تعلّق اندر کی مایہ سے ہے، اگر اندر کی مایہ بن گئی تو اس کی دونوں زندگی اللہ تعالیٰ بنا دیں گے، اندر کی مایہ بنانے کے لئے پانچ باتوں کی محنت ہے: ۱) ایمانیات ۲) عبادات ۳) اخلاقیات ۴) معاشرت ۵) معاملات، جب محنت اور فکر نہیں ہوتی ہے تو اندر کی مایہ بگڑ جاتی ہے، بگڑنے کے لئے کچھ کرنا دھرنا نہیں پڑتا، جب لوگ مقصدِ حیات سے غافل ہو کر حیوانوں کے مانند زندگی بسر کرتے ہیں تو خدا تعالیٰ ان سے ناراض ہو کر حیوانوں جیسا معاملہ فرماتے ہیں، اور ان پر زلزلہ، ہواؤں کا طوفان اور پانی کا سیلاب لاتے ہیں جو لاکھوں انسانوں کی ہلاکت کا باعث بنتے ہیں۔

سوانح حضرت مولانا محمد عمر پالن پوری رحمۃ اللہ علیہ، ص: ۱۸۷

چھ صفات اور دین کے پانچ شعبے

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ، أَمَّا بَعْدُ:

نفع اور نقصان کے مالک صرف اللہ تعالیٰ ہیں

میرے محترم دوستو، بزرگو اور عزیز نوجوان ساتھیو! اللہ تعالیٰ شانُہ ہم سب کے خالق ہیں، پوری کائنات کے خالق ہیں، ذرّے ذرّے کے خالق ہیں اور وہی نفع اور نقصان کے مالک ہیں۔

﴿وَإِنۡ يَمۡسَسۡكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ إِلَّا هُوَ، وَإِنۡ يُرِدۡكَ بِخَيۡرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضۡلِهٖ﴾ (یونس:۱۰۷)

اگر اللہ تعالیٰ تمہیں کوئی تکلیف پہنچائیں تو ان کے سوا اس کو دور کرنے والا کوئی نہیں ہے، اور اگر وہ تمہارے ساتھ بھلائی کا ارادہ کریں تو ان کے فضل کو ہٹانے والا بھی کوئی نہیں ہے۔

اگر حق تعالیٰ شانُہ کسی کو نقصان پہنچانے کا ارادہ فرمائیں تو کائنات کی کوئی طاقت اسے نقصان سے نہیں بچا سکتی، اور اگر حق تعالیٰ شانُہ کسی کے ساتھ خیر اور بھلائی کا ارادہ فرمائیں تو ان کی اس مہربانی کو بھی کوئی نہیں روک سکتا، یہ بات ہمارے عقیدے کا حصّہ ہے کہ نفع اور نقصان کے مالک صرف اللہ تعالیٰ ہیں، یہ اختیار آپ نے کلّی طور پر کسی کو نہیں دیا ہے، نہ نبی کو، نہ فرشتے کو، نہ ولی کو۔

﴿قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ﴾

(الأعراف:۱۸۸)

(اے میرے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ فرما دیجئے کہ میں اپنے لئے بھی کسی نفع یا نقصان کا مالک نہیں ہوں، مگر اتنا ہی جتنا اللہ تعالیٰ چاہیں۔

اس آیت میں حق تعالیٰ شانہٗ اپنے محبوب پیغمبر، سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم فرما رہے ہیں کہ آپ لوگوں کو بتلا دیجئے کہ میں اپنی ذات کے لئے بھی نفع اور نقصان کا مالک نہیں ہوں، اللہ تعالیٰ جب اور جتنا نفع پہنچانے کا ارادہ کرتے ہیں اس وقت اتنا مل جاتا ہے، اسی طرح نقصان سے بھی اسی وقت بچ سکتا ہوں جب وہ چاہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر نہ میں نفع حاصل کر سکتا ہوں نہ نقصان سے بچ سکتا ہوں، معلوم ہوا کہ پوری کائنات میں نفع و نقصان کے سارے فیصلے اللہ تعالیٰ ہی کے ارادے سے ہوتے ہیں۔

غزوۂ خندق کا ایک واقعہ

غزوۂ خندق کے موقع پر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم خندق کھود رہے تھے، اس دوران پتھر کی ایک بڑی چٹان ظاہر ہوئی جسے توڑنے سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم قاصر رہے، آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطّلاع کی گئی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنفسِ نفیس تشریف لائے اور اپنے مبارک ہاتھوں میں کُدال لے کر چٹان پر مارا، اس سے آگ کی روشنی ظاہر ہوئی اور دور تک پھیل گئی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسری مرتبہ مارا تو پھر روشنی ظاہر ہوئی، تیسری مرتبہ مارا، تب بھی روشنی ظاہر ہوئی، چٹان پر تین مرتبہ کُدال مارنے کے نتیجے میں وہ چٹان ریت کے تودے میں بدل گئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلی مرتبہ روشنی کے ظاہر ہونے پر ارشاد فرمایا کہ مجھے اس روشنی میں ملکِ فارس کے محلّات اور عمارات دکھلائی گئیں، دوسری مرتبہ ارشاد فرمایا کہ اس روشنی میں

مجھے رومیوں کے سرخ سرخ محلّات اور عمارات دکھلائی گئیں، تیسری مرتبہ ارشاد فرمایا کہ اس میں مجھے صنعاءِ یمن کے عظیم محلّات دکھلائے گئے۔ اس کے بعد فرمایا کہ میں تمہیں خوش خبری دیتا ہوں کہ مجھے جبرئیلِ امین نے خبر دی کہ میری اُمّت ان تمام ممالک پر غالب آئے گی۔

منافقین نے یہ سن کر مسلمانوں کا مذاق اڑایا، کہنے لگے کہ یہ لوگ جن کو اپنی جانوں کی حفاظت مشکل ہو رہی ہے، جو اپنے دشمنوں کے خوف سے خندق کھودنے میں اس طرح مشغول ہیں کہ ان کو اپنی ضروریات کا بھی ہوش نہیں، یہ فارس، روم اور یمن کی فتوحات کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ حق تعالیٰ شانُہٗ نے ان بدبخت منافقین کے اس مذاق کے جواب میں یہ آیتیں نازل فرمائیں[1]:

﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ، وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ، بِيَدِكَ الْخَيْرُ، إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ تُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ، وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ، وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ (آلِ عمران:۲۵)

(اے میرے محبوب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ فرما دیجئے کہ اے اللہ! اے سلطنت کے مالک! آپ جس کو چاہتے ہیں حکومت دیتے ہیں اور جس سے چاہتے ہیں چھین لیتے ہیں، اور آپ جس کو چاہتے ہیں عزّت عطا کرتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں ذلیل کر دیتے ہیں، ہر قسم کی خیر آپ ہی کے اختیار میں ہے، یقیناً آپ ہر چیز پر قادر ہیں، آپ رات کو دن میں

[1] أسباب نزول القرآن للواحدي، ص۱۰۲

داخل کرتے ہیں اور دن کو رات میں، اور آپ جان دار چیز کو بے جان سے
نکالتے ہیں اور بے جان چیز کو جان دار سے، اور آپ جسے چاہتے ہیں
بے حساب رزق عطا فرماتے ہیں۔

ہر چیز اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے

ان آیات میں جہاں فتوحات کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشن گوئی کے پورا ہونے کی طرف اشارہ ہے وہاں منافقین کو اور اسلام کے دشمنوں کو اس بات کی طرف متوجّہ کیا گیا ہے کہ دنیا کی ساری طاقتیں اور تمام حکومتیں صرف اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہیں اور عزّت و ذلّت کے بھی وہی مالک ہیں، انہیں اس بات پر پوری قدرت ہے کہ وہ فقیروں کو تخت و تاج کا مالک بنا دیں اور بڑے بڑے بادشاہوں کو محتاج و فقیر بنا دیں۔

وہ جو چاہے تو قطرہ قطرہ کو سمندر کر دے
وہ جو چاہے تو یتیموں کو پیمبر کر دے

ان کا اختیار ہر چیز پر ہے، انہوں نے چاہا تو فرعون کو مصر کے تخت سے اتار کر سمندر میں غرق کر دیا اور انہوں نے چاہا تو یوسف علیہ السلام کو کنعان کے کنویں سے نکال کر مصر کی حکومت عطا فرما دی۔

اس کے بعد آگے فرمایا ﴿تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ﴾، یعنی آپ ہی رات کے حصّے کو دن میں داخل کر کے دن کو بڑا کر دیتے ہیں اور اسی طرح دن کے حصّے کو رات میں داخل کر کے رات بڑی کر دیتے ہیں، سردی کے موسم میں دن چھوٹا ہوتا ہے، انگلینڈ (England) میں آٹھ بجے سورج طلوع ہوتا ہے اور چار بجے غروب ہو جاتا ہے، وہی دن گرمی کے موسم میں بڑا ہو جاتا ہے، پانچ بجے سورج طلوع ہوتا ہے اور نو بجے غروب ہوتا

ہے، تو جو رات چار بجے شروع ہوتی تھی، اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے دن کے حصّے کو اس میں داخل کر کے دن کو لمبا کر دیتے ہیں، ٹھیک اسی طرح اللہ تعالیٰ سردی کے موسم میں رات کو چار بجے شروع کر کے دن کے حصّے میں داخل کر دیتے ہیں، اور اسی طرح سال کے مختلف موسموں میں رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتے رہتے ہیں، اللہ اکبر!

زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالنے والا

آگے فرماتے ہیں ﴿وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ﴾، آپ زندہ کو مردہ سے نکالتے ہیں، وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ، اور مردہ کو زندہ سے نکالتے ہیں، جیسے مرغی کو انڈے سے اور انڈے کو مرغی سے، یا درخت کو بیج سے اور بیج کو درخت سے، یا انسان کو نطفے سے اور نطفے کو انسان سے، اس کی ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ مردے سے مراد کافر ہے اس لئے کہ وہ عقیدے کے اعتبار سے مردہ ہوتا ہے، اس سے پیدا ہونے والا بچہ مؤمن ہوتا ہے جو عقیدے کے اعتبار سے زندہ ہوتا ہے، اور اسی طرح اس کا الٹا کہ مؤمن کے پیٹ سے کافر پیدا ہوتا ہے، یا یہ کہ مردے سے مراد فاسق و فاجر ہے کہ وہ عملی اعتبار سے مردہ ہوتا ہے، اس کے گھر میں نیک اور صالح لڑکا پیدا ہوتا ہے جو عملی اعتبار سے زندہ ہوتا ہے، اسی طرح اس کا الٹا کہ نیک اور صالح کے گھر میں فاسق و فاجر پیدا ہوتا ہے، اللہ اکبر! کیا شان ہے اس مالک کی!!

پوری کائنات میں صرف اللہ تعالیٰ کا اختیار چلتا ہے

عزیزو! غور کیجئے، ان آیات میں ایک عجیب مضمون ہے، منافقین نے کہا تھا کہ یہ بیچارے کس مپرسی کے عالم میں ہیں، بھوکے اور پیاسے، جانیں ان کی خطرے میں، مگر پھر

---

[1] روح المعاني، ص: ۱۰۰

بھی خواب دیکھ رہے ہیں فارس، روم اور یمن کی سلطنتوں کے۔

اللہ تعالیٰ شانہٗ نے ان کو تنبیہ کی اور بتلایا کہ ہماری قدرت پوری کائنات پر محیط ہے اور ہر جگہ ہمارا ہی اختیار چلتا ہے، پہلی آیت کے شروع میں بتلایا کہ عالمِ عناصر میں یعنی اس دنیا میں کسی کو حکومت دینا یا کسی سے لینا، عزّت اور ذلّت کو تقسیم کرنا میرے قبضۂ قدرت میں ہے، اس کے بعد ﴿تُوۡلِجُ الَّيۡلَ فِي النَّهَارِ وَتُوۡلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيۡلِ﴾ سے عالمِ افلاک یعنی آسمانی نظام پر مکمّل اختیار کو بتلایا، اور اخیر میں ﴿وَتُخۡرِجُ الۡحَيَّ مِنَ الۡمَيِّتِ وَتُخۡرِجُ الۡمَيِّتَ مِنَ الۡحَيِّ﴾ سے عالمِ روحانیت پر مکمّل قدرت کے ہونے کا اعلان فرما کر یہ واضح کر دیا کہ جس کا کائنات کے ذرّے ذرّے پر پورا کنٹرول ہے، اس کے لئے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر ایمان لانے والے ان فقراء کو فارس، روم اور یمن کی حکومتوں پر غالب کرنا کیا مشکل ہے؟ وہ تو جسے چاہتا ہے بے حساب دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے سامنے کسی کی نہیں چلتی

تو ان آیات سے بھی معلوم ہوا کہ کائنات کا ذرّہ ذرّہ حق تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے، ہر چیز پر اللہ تعالیٰ ہی کا اختیار چلتا ہے، جب یہ بات ہے تو ہر قسم کے نفع اور نقصان کا مالک بھی وہی ہے، ایک ایک ذرّے پر اس کا مکمّل کنٹرول ہے اور ہر مخلوق ہر اعتبار سے اسی کی محتاج ہے، وہ جس کو جس وقت جتنا نفع پہنچانے کا فیصلہ کرے، اسے اتنا ہی نفع پہنچ سکتا ہے، اور جس کو جس وقت جتنا نقصان پہنچانے کا ارادہ کرے، اسے اتنا ہی نقصان پہنچ سکتا ہے، اس کے فیصلے کے سامنے کسی کا کچھ نہیں چلتا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ارشاد فرماتے ہیں:

وَاعۡلَمۡ أَنَّ الۡأُمَّةَ لَوِ اجۡتَمَعَتۡ عَلَى أَنۡ يَنۡفَعُوۡكَ بِشَيۡءٍ لَمۡ يَنۡفَعُوۡكَ

إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ لَكَ، وَإِنِ اجْتَمَعُوْا عَلَى أَنْ يَضُرُّوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوْكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ[1]

یقین کے ساتھ جان لو کہ اگر دنیا کے تمام لوگ تمہیں نفع پہنچانے پر اکٹھا ہوجائیں تو وہ تمہیں اتنا ہی نفع پہنچا سکتے ہیں جتنا اللہ تعالیٰ نے تمہارے مقدّر میں لکھ دیا ہے، اور اگر وہ سب تمہیں نقصان پہنچانے پر اکٹھا ہوجائیں تو وہ تمہیں اتنا ہی نقصان پہنچا سکتے ہیں جتنا اللہ تعالیٰ نے تمہارے مقدّر میں لکھ دیا ہے۔

اگر دنیا کے تمام لوگ مل کر یہ چاہیں کہ کسی کو ایک رائی کے دانے کے برابر نقصان پہنچائیں تو اگر اللہ تعالیٰ نے مقدّر نہیں کیا ہے تو وہ نہیں پہنچا سکتے، اور اگر سب مل کر ایک رائی کے دانے کے برابر کسی کو نفع پہنچانا چاہیں، تب بھی اسی وقت پہنچا سکتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے مقدّر میں لکھا ہے، میرے بھائیو! ہمارا ایمان ہے، ہمارا عقیدہ ہے کہ نفع اور نقصان کے مالک صرف اور صرف اللہ عزّوجلّ ہیں۔

نافرمانی میں ہمیشہ نقصان اور فرماں برداری میں ہمیشہ نفع

جب یہ ہمارا عقیدہ، ایمان اور یقین ہے کہ نفع اور نقصان کے مالک اللہ تعالیٰ ہی ہیں تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ حق تعالیٰ شانُہ کی نافرمانی میں نفع ہو اور حق تعالیٰ شانُہ کی فرماں برداری میں کسی قسم کا نقصان؟ ہاں، ہوسکتا ہے کہ ہماری کوتاہ عقل کو ایسا نظر آئے کہ اگر میں اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو پورا کروں گا تو نقصان اٹھانا پڑے گا اور اگر نظر انداز کروں گا تو نفع حاصل ہوگا، مگر جب ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی نافع (نفع پہنچانے والے) ہیں اور وہی ضارّ

---

[1] سنن الترمذی، أبواب الزهد، ح(۲۶۸۵)

(نقصان پہنچانے والے) ہیں تو یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ ہم ان کی نافرمانی کریں اور ہمیں نفع ملے اور ہم ان کی فرماں برداری کریں اور ہمارا نقصان ہو؟ نہیں میرے بھائیو، زکوٰۃ ادا کرنے سے نفع ہی ہوگا اور سود لینے سے نقصان ہی ہوگا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

اِحْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ[1]

اللہ تعالیٰ (کے احکام) کی حفاظت کرو، اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت کرے گا۔

حق تعالیٰ شانہٗ کے احکام کی اور اس کے دین کی تم حفاظت کرو، اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت کریں گے، یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرکے ان کے احکام کو بجالائیں گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں نفع پہنچائیں گے اور نقصان سے بچائیں گے۔

﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا إِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ﴾ (محمّد:۷)

اے ایمان والو! اگر تم اللہ تعالیٰ (کے دین) کی مدد کروگے تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔

تم اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرو، اس کے احکام پر چلو اور اسے دوسروں تک پہنچاؤ، وہ تمہاری ہر قسم کی مدد کرے گا، یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ تم اس کی فرماں برداری کرو اور وہ تمہیں نقصان پہنچائیں یا تم اس کی نافرمانی کرو اور وہ تمہیں نفع پہنچائیں۔

فرماں برداری کی شکل: اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہمارا کلمہ لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ ہے، اس کے پہلے جزء لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ سے ہم یہی اقرار کرتے ہیں کہ نفع اور نقصان کے مالک صرف اللہ تعالیٰ ہیں، اور جب نفع

---

[1] سنن الترمذی، أبواب الزھد، ح(۲۶۸۵)

اور نقصان کے مالک وہی ہیں تو دنیا اور آخرت کی کامیابی صرف اس زندگی کی اتّباع میں ہے جو اللہ تعالیٰ نے مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ کی شکل میں بھیجی ہے، جو اس زندگی کو اختیار کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے نفع پہنچائیں گے اور جو اس زندگی سے ہٹ کر زندگی گزارے گا، وہ دنیا اور آخرت دونوں میں نقصان اٹھائے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی اور سیرت ہی کا نام دین ہے، جو اس کی اتّباع کرے گا وہ دنیا میں، موت کے وقت، قبر میں، حشر میں، پل صراط پر کامیاب ہوکر ہمیشہ کے لئے جنّت میں داخل ہوگا، اور جو اس سے ہٹ کر زندگی گزارے گا وہ دنیا میں بھی خسارے میں رہے گا، موت کے وقت بھی، قبر میں بھی، قیامت کے دن بھی اور آخرت میں بھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی ہم سب کے لئے نمونہ ہے۔

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الأحزاب:۲۱)

تمہارے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بہترین نمونہ ہے۔

یہ نبوی زندگی پوری کی پوری دین ہے، اب سمجھنا آسان ہوگیا، جماعتیں جہاں کہیں جاتی ہیں یہ اعلان کرتی ہیں کہ ہماری، آپ کی اور پوری انسانیت کی کامیابی دین میں ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ کامیابی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کی اتّباع میں ہے، کیوں؟ اس لئے کہ اس زندگی کے مطابق جو شخص زندگی گزارے گا، اسے اللہ تعالیٰ نفع پہنچائیں گے اور ضرر سے بچائیں گے، اور جب اللہ تعالیٰ نفع پہنچانے پر اور نقصان سے بچانے پر آجائیں، اسے کامیابی سے کون روک سکتا ہے؟ معلوم ہوا کہ ہر انسان کی فلاح اور کامیابی دین میں ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کی اتّباع میں۔

دین کسے کہتے ہیں؟

اس گفتگو سے ایک اور بات معلوم ہوئی کہ دین چند رسوم و رواج کو پورا کرنے کا نام نہیں ہے، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پوری زندگی کا نام دین ہے، علم کی کمی کی وجہ سے ہر شخص کے ذہن میں دین کا اپنا ایک مفہوم ہوتا ہے، ایک شخص کے پاس اِتنا ہی علم ہے کہ پانچ وقت کی نمازیں فرض ہیں، مگر حج، روزے، زکوٰۃ وغیرہ کا اسے پتا نہیں تو اس کے ذہن میں دین کا یہی محدود مفہوم ہوگا، اب ظاہر ہے کہ جس کو نماز کے ساتھ زکوٰۃ اور حج کا بھی علم ہوگا تو اس کے ذہن میں دین کا مفہوم اور وسیع ہوگا، اور ان تینوں کے ساتھ جس کو روزے کا پتا چلے گا اس کے ذہن میں دین کا مفہوم اور وسیع ہو جائے گا، اسی لئے ہمارے چھ نمبر میں علم کو بڑی اہمیت حاصل ہے اس لئے کہ علم جتنا بڑھتا چلا جائے گا دین کی سمجھ اتنی ہی بڑھتی چلی جائے گی، اللہ تعالیٰ نے کامیابی دین میں رکھی ہے، مگر کس دین میں؟ اس میں نہیں جسے میں دین سمجھوں یا جسے آپ دین سمجھیں، اللہ تعالیٰ نے کامیابی اس دین میں رکھی ہے جو اللہ تعالیٰ کی نظر میں دین ہے، اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں دین ہے، جو صحابہ رضی اللہ عنہم کی نظر میں دین ہے اور جو اُمّت کے علماء، محدّثین اور مفسّرین کی نظر میں دین ہے، اور وہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پوری زندگی، اور وہ پانچ شعبوں پر مشتمل ہے: عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت اور حسنِ اخلاق، جب یہ پانچوں شعبے ہماری زندگی میں آجائیں تب یہ کہا جائے گا کہ دین ہماری زندگی میں آگیا ہے، اور ان پانچ شعبوں میں جتنی کمی ہوگی ہمارے دین میں بھی اتنی ہی کمی ہوگی، اور دین میں جتنی کمی رہے گی، نافعِ حقیقی کی طرف سے مدد میں اتنی ہی کمی ہوگی، اور دین میں جتنا کمال بڑھتا چلا جائے گا نافعِ حقیقی کی طرف سے مدد اتنی ہی بڑھتی چلی جائے گی، اس لئے دین کے ان پانچوں شعبوں کو

زندگی میں لانے کی بہت زیادہ کوشش ہونی چاہئے۔

دین کے پانچ شعبے

یہ پانچ شعبے کیا ہیں؟ پہلا شعبہ عقائد ہے، دوسرا شعبہ عبادات ہے: صلوٰۃ، صوم، حج، عمرہ، تلاوت وغیرہ، تیسرا شعبہ معاملات ہے یعنی خرید وفروخت وغیرہ، چوتھا شعبہ معاشرت ہے یعنی آپس میں ایک شخص دوسرے کے ساتھ کس طرح زندگی گزارے، ایک شخص اپنے پڑوسی کے ساتھکس طرح رہے، ایک مسلم غیر مسلم کے ساتھ کس طرح رہے وغیرہ، اور معاشرت کے شعبے کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے ساتھ اور ایک انسان دوسرے انسان کے ساتھ اس طرح زندگی گزارے کہ کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔

پانچواں شعبہ حسنِ اخلاق ہے اور اس کا مرکز دل ہے، اسے مثال سے سمجھئے! یہ ٹیوب لائٹ (tubelight) جو روشنی پہنچا رہی ہے اس کا مرکز پاور ہاؤس (powerhouse) ہے، اگر پاور ہاؤس فیل (fail) ہوجائے تو یہ ساری بجلیاں فیل ہوجائیں گی، ٹھیک اسی طرح اخلاق کا پاور ہاؤس دل ہے، جس کے دل میں سخاوت ہوگی وہ سخاوت کرسکے گا، لیکن جس کے دل میں سخاوت نہیں ہوگی وہ کسی کو نہ کھانا کھلا سکے گا نہ چندہ دے سکے گا، اسی طرح دل اگر صبر سے آراستہ ہے تو زبان سے اور بدن سے صبر ظاہر ہوگا، لیکن اگر دل میں صبر نہیں ہے تو زبان سے نہ کہنے کی بات کہے گا اور بدن سے نہ کرنے کے کام کرے گا، وہ بے صبری والی بات کہے گا، گریبان پھاڑے گا، رخساروں پر طمانچے مارے گا وغیرہ، تو حسنِ اخلاق کا مرکز دل ہے، اور بدن سے انسان کی زندگی میں وہی اخلاق ظاہر ہوں گے جو دل میں ہوں گے۔

چھ صفات اور دین کے شعبے

ہمارے چھ نمبروں میں ان پانچوں شعبوں کی طرف اشارہ ملتا ہے، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں عقائد کی طرف، صلوٰۃ میں عبادات کی طرف، اکرامِ مسلم میں معاملات اور معاشرت کی طرف، اور اخلاص میں حسنِ اخلاق کی طرف، یہ کل چار نمبر ہوگئے، اور ان میں پانچوں شعبوں کی طرف اشارہ ہے، اگر کوئی شخص ان پر کما حقّہ محنت کرے گا تو اس کی زندگی میں پانچوں شعبے زندہ ہوجائیں گے، مگر ان چار پر عمل کرنے کے لئے راستے اور روشنی کی ضرورت ہے، علم سے راستہ معلوم ہوگا اور ذکر سے اس پر چلنے کے لئے روشنی ملے گی، علم آئے گا تو معلوم ہوگا کہ کس وقت کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا ہے، اور ذکر سے دل روحانی اعتبار سے مضبوط، طاقتور اور منوّر رہوگا، اور جس کا دل صحت منداور منوّر رہوگا وہی راستے پر چل سکے گا، جس کا دل روحانی اعتبار سے کمزور اور بیمار ہوگا اسے راستے پر چلنے کی قدرت نہیں ہوگی، تو مذکورہ چار نمبروں سے دین کے پانچ شعبے زندگی میں آئیں گے، مگر اس کے لئے علم و ذکر کی ضرورت ہے، علم اور ذکر زندگی میں آگئے تو پانچ شعبے زندگی میں آجائیں گے، اور یہ پانچ شعبے آگئے تو پورا دین آگیا، اب بنیادی چیز علم و ذکر ٹھہری، اس لئے کہ اسی سے دین کے پانچوں شعبوں میں پختگی آئے گی۔

اب اہم سوال یہ ہے کہ جب دل تجارت میں لگا ہوا ہے، فیکٹری (factory) میں لگا ہوا ہے، اسکول (school) میں ہے، کاروبار میں ہے، دنیا کی لذّتوں میں ہے تو علم اور ذکر کی طرف توجّہ کیسے ہوگی؟ میرے بھائیو! آخرت کی فکر سے، موت، حساب کتاب اور جہنّم کی فکر سے، آگے سوال یہ ہے کہ آخرت کی یہ فکر کیسے پیدا ہوگی؟ جواب یہ ہے کہ دنیا سے الگ تھلگ رہ کر اس کے بارے میں غور و فکر کرنے سے، عزیزو! اسی غرض سے گھر بار چھڑا کر

دنیوی ماحول سے نکال کر مسجد کے ماحول میں لایا جاتا ہے تاکہ کچھ دن دنیا کی فکروں سے الگ تھلگ رہ کر یکسوئی کے ساتھ آخرت کی فکر پیدا کریں۔

اس مقصد کے لئے حق تعالیٰ شانہ نے حضرت جی مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں یہ بات ڈالی کہ لوگوں کو دنیا، فیکٹری، گھر اور بیوی بچوں والے ماحول سے نکال کر مسجد کے ماحول میں چار مہینے کے لئے، چالیس دن کے لئے وقت گذارنے پر آمادہ کرو، جب دنیا سے الگ تھلگ ہو کر ذہن یکسو ہو جائے تب اس کے سامنے اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرو کہ نفع اور نقصان کے مالک اللہ تعالیٰ ہی ہیں اور سب کچھ انہی کے قبضۂ قدرت میں ہے، جو شخص ان کے حکموں کی پابندی کرے گا اللہ تعالیٰ اسے نفع پہنچائیں گے اور نقصان سے بچائیں گے، اور جو ان کے حکموں کو توڑے گا اللہ تعالیٰ نہ اسے نفع پہنچائیں گے نہ نقصان سے محفوظ رکھیں گے، نہ دنیا میں نہ آخرت میں۔

اسی طرح اس کے سامنے دنیا کی بے ثباتی بیان کرو کہ دنیا چند روز رہنے کی جگہ ہے، یہ بہت جلد ختم ہو جانے والی ہے، اس کے مقابلے میں آخرت کی زندگی ہمیشہ رہنے والی ہے، اس کے سامنے موت کا تذکرہ کرو کہ موت آنے والی ہے، اس کے لئے اگر تیاری نہیں کی تو ایسا ہوگا اور ویسا ہوگا اور اگر تیاری کی تو ایسا ہوگا اور ایسا ہوگا، اس کے سامنے قبر اور قیامت کے دن کے احوال بیان کرو، اس کے سامنے پل صراط کو بیان کرو، جنّت اور جہنم کی تفصیل بیان کرو، اب اس کے دل میں آخرت کی فکر پیدا ہوگی اور اس فکر کے نتیجے میں یہ جذبہ پیدا ہوگا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے ہوئے دین پر عمل کرنا ہے، اس جذبے کو لے کر جب یہ واپس لوٹے گا تو علم کے لئے علماء کو تلاش کرے گا، اور ذکر کے لئے مشائخ کو تلاش کرے گا، اور علماء اور مشائخ کے پاس جا کر علم اور ذکر سیکھے گا، علم آنے سے معلومات بڑھے گی، ذکر آنے سے عمل

کی قوت پیدا ہوگی اور روشنی ملے گی، اب راستہ بھی ہے اور روشنی بھی، اس لئے پانچوں شعبوں پر آسانی سے عمل کرنے والا بن جائے گا، اور جب زندگی میں پانچوں شعبے زندہ ہوں گے تو پورا دین آجائے گا جس کے نتیجے میں دنیا اور آخرت کی کامیابی حاصل ہوگی۔

اپنی پسندیدہ دوسروں کے لئے بھی

اب یہ شخص پورا دین دار ہوگیا اور دین داری کی اس نعمت کو اپنی زندگی میں باقی رکھنے کے لئے نکلنے کا اہتمام رکھے گا، اور اس لئے بھی نکلتا رہے گا کہ حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِأَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ[1]

تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لئے اس چیز کو پسند نہ کرے جسے وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

ظاہر ہے کہ دین کی جو نعمت اسے ملی ہے، اس کا دل چاہے گا کہ اس روئے زمین پر بسنے والے تمام مسلمانوں کو بلکہ تمام انسانوں کو بھی وہ نعمت مل جائے، اب یہ شخص دین پر مداومت اور استقامت کے لئے اور اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کو بھی یہ نعمت مل جائے اس غرض سے برابر نکلتا رہے گا، مزید یہ کہ اب چونکہ پورا دین اس کی زندگی میں آگیا ہے، اور دین کا دوسرا نام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی ہے، اس لئے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والا غم بھی اس کی زندگی میں ہوگا۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَاصِلَ الْأَحْزَانِ دَائِمَ

[1] صحيح البخاری، كتاب الإيمان، باب من الإيمان أن يحبّ لأخيه ما يحبّ لنفسه، ح(۱۳)

الْفِکْرَۃِ [۱]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لگاتار غموں والے اور دائمی فکر والے تھے۔

﴿فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰى آثَارِهِمْ إِن لَّمْ يُؤْمِنُوا بِهٰذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا﴾ (الکھف:۶)

اگر یہ لوگ اس بات پر ایمان نہ لائے تو شاید آپ غم سے ان کے پیچھے اپنی جان دے دیں گے۔

﴿لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ﴾ (الشعراء:۳)

شاید آپ ان کے ایمان نہ لانے پر اپنی جان دے دیں گے۔

اس غم کی وجہ سے یہ بے چین رہے گا اور ہر وقت دوسروں کو دین کی طرف لانے کی کوشش میں لگا رہے گا۔

میرے بھائیو! اس وقت میری بھی آپ حضرات سے یہی درخواست ہے کہ آپ بھی اپنے اوقات کو فارغ کریں، اصولوں کی پابندی کے ساتھ بزرگوں کے بتلائے ہوئے طریقے کے مطابق جو شخص بھی اس محنت میں اپنا وقت صرف کرے گا، اس کی زندگی میں ان شاء اللہ تعالیٰ پورا دین آئے گا، اگر اس کام میں لگنے کے باوجود ہماری زندگی میں پورا دین نہیں آ رہا ہے تو سمجھنا چاہئے کہ ہمارے اندر کوئی کمی ہے، کوئی بے اصولی ہے، شاید نیت میں کوئی خرابی ہے یا محنت میں کمی ہے، تو اصول کی پابندی کے ساتھ بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ہماری زندگی میں اور دوسروں کی زندگی میں دین کیسے آجائے اس کی فکر اور محنت کرنی ہے، اب ارادہ کرو، میں مہمان ہوں اور مہمان کا حق ہوتا ہے، چائے اور ناشتے سے اتنی خوشی

---

[۱] شمائل النبیؐ، باب کیف کان کلام رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم، ح(۲۲۵)

نہیں ہوگی جتنی جماعتوں کے تیار ہونے سے ہوگی، ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہوں گے، حافظ صاحب بہت محبت فرماتے ہیں، حافظ صاحب سے جب ملاقات ہوگی تو ہم بتلاسکیں گے کہ ہم پیرس (Paris) کے تبلیغی مرکز پر جماعتیں تیار کر کے آئے ہیں[1]، اللہ تعالیٰ مجھے، آپ کو اور پوری اُمّت کو عمل کی خوب توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ

کلمہ طیّبہ کا پیغام

کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ کا منشا یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی سے کچھ نہیں ہوگا اور کچھ نہیں ملے گا، بس اللہ ہی کے کرنے سے ہوگا اور ملے گا، اور ان کا فضل و کرم تب ہوگا جب ہماری زندگی اور چیزوں میں ہمارا لگنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے طریقے پر ہوگا۔

ملفوظاتِ حضرت جی مولانا یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ، ص ۲۴

---

[1] اس وعظ کے وقت حافظ پٹیل صاحب حیات تھے، فروری ۲۰۱۶ء میں انتقال فرما گئے، رحمۃ اللہ علیہ۔

ماٰخذومراجع

شمار	کتاب	مصنف/مرتب	ناشر
۱	صحيح البخارى	الإمام البخاري	دار التأصيل، مصر
۲	سنن الترمذي	الإمام الترمذي	دار التأصيل، مصر
۳	شمائل النبيّ	الإمام أبو عيسٰى الترمذي	أروقة للنشر والدراسات، عمّان، الأردن
۴	روح المعاني	العلاّمة الآلوسي	مؤسسة الرسالة، بيروت
۵	أسباب نزول القرآن	الإمام الواحدي	دار الكتب العلمية، بيروت

کامیابی کا واحد طریقہ

میں دنیا کو دارالاسباب مانتا ہوں، مگر انسانوں کی اجتماعی انفرادی کامیابی، سکون، تمکّن، محبوبیت، قوّت اور تمام اچھے حالات کا واحد سبب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کے بعد صرف حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجودِ اطہر سے صادر ہونے والے اعمال ہیں، جب کسی فرد، خاندان، طبقہ، جماعت، قوم یا ملک میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والے اعمال آجائیں گے، خدا ان کو دارین میں کامیاب کرے گا، چاہے ان کے پاس کائناتی اسباب ہوں یا نہ ہوں۔

ملفوظاتِ حضرت جی مولانا یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ، ص ۲۶